رجسٹرڈ ڈایل نمبر ۱۸۲۷

عام چندہ سالانہ پیشگی چار روپے (للہ)

ہفت روزہ جوہر انگریزی ماہ کی ۶-۱۳-۲۰-۲۷ تاریخ کو قادیان

بدر

جلد ۱۳ نمبر ۱۴ مورخہ ۱۳ جولائی ۱۹۲۵ء مطابق ۲ ذی حجہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

محمد سعید مرحوم کی آخری نظم

ورود مسعود اعلیحضرت سیدنا محمود ایدہ اللہ بنصرہ

ثنائی خالقِ ذوالمجد از ہر شاخسارے آید
نثارِ قدرتِ تو باد جانم صانعِ کامل!
چنیں در عشقِ تو مستم کہ ہر دم نامِ تو گیرم
جمال و حسنِ روئے او برائے طالبانِ حق
خوشا اے ہمنوا اکنوں شمیم از مرغزارے آید
ز اطرافِ زمیں خلقِ خدا در ایں حصارے آید
بشارت آمد از لندن تعالی اللہ چساں خوش کن
بسانِ آں نہ در بستاں وزد بادِ صبا گاہے
مگو با ما چرا ایں سی لبِ شیرینِ ساغر را
تو گوئی منتظر بودن بسے درد آفریں باشد

ز منقارِ عنادل چوں بہ بستاں نوبہارے آید
کہ یزداں وجودِ تو ز دشت و کوہسارے آید
ثنائی قدرتِ تو بر زبانم بار بارے آید
در دلِ باغ و راغ و گلشن و گل آشکارے آید
ز سوئے قادیاں بنگر نسیمِ نوبہارے آید
ہجومِ عاشقانِ حق قطار اندر قطارے آید
کہ سوئے قادیاں آں تاجدارِ کامگارے آید
عدیلِ او نہ ہرگز نافہ و مشکِ تتارے آید
حبابِ ناب عنایت چو دُرِ شاہوارے آید
بہ گویم با تو ذوقِ دل چساں در انتظارے آید

تو ئی امروز رکنِ ملت و دیں اے بشیر الدین
تو ئی اے دیلمِ فاتح نصیبِ تو بود نصرت
تو ئی آں مہرِ نورانی کہ از تائیدِ یزدانی
مبارک باد ایں تاجِ خلافت مرترا زیبد
ز شمعِ عزمِ تو بادا ہمیشہ بزمِ ما روشن
چناں ممتاز باد اقومِ احمدؑ از طفیلِ تو
صحیح و سالم و پائندہ و تابندہ مے باشی
ز بیخت شاخ و از شاخت بروید برگ و بر یکجا
نصیرِ تو خلیلِ تو حفیظِ تو خدا باشد
سعید از خادمانِ آں امیر المومنین ہستم

کہ از رکنِ تو سقفِ قصرِ مسلم استوار آید
کہ از دستِ تو دیو مگرہی زار و نزار آید
فضائے مشرق و مغرب ز نورت نور بار آید
کہ از جانِ تو جانِ دیگراں را ہم قرار آید
حسامِ فہم تو در رزمِ ما چوں ذوالفقار آید
کہ پیشِ ربِ اکبر سرخرو روزِ شمار آید
غرض تو زندہ مے باشی کہ تو یت خوشگوار آید
"اگر وقتِ خزاں در بوستاں آئی بہار آید"
دعا از گوشۂ دل بر زبانم بار بار آید
کہ از توصیفِ او شعرم پُر از نقش و نگار آید

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اقتباسات

الفقیہ کا افسوس

"کھوڑہ گجرات سے واپسی پر علمائے دیوبند تھوڑی دیر کے لئے لاہور میں قیام پذیر ہوئے۔ دفتر زمیندار کے سامنے وعظ کا جلسہ ہوا۔ جلسہ کی غرض و غایت تو یہ تھی۔ کہ حزب الاحناف کے فتوائے کفر کو غلط ثابت کرنے کی کوشش کی جائے۔ مگر جو تقریریں جلسہ میں ہوئیں۔ ان سے نہ صرف فتوائے کفر کی تصدیق ہو گئی۔ بلکہ مرزائی جماعت کا مسلمان ہونا ثابت ہو گیا زمیندار کا عملہ کف افسوس ملتا ہے۔"

دیوبند کا چیف مسخرہ

الفقیہ لکھتا ہے۔ کہ

"دیوبند کے تھیٹر کے چیف مسخرہ صاحب جن کو لوگ در بھنگی بے در کا خطاب دیتے ہیں۔ سٹیج پر آئے اور ایکٹ شروع کیا۔ آنے سے پہلے اپنی جماعت علماء کو دل کھولکر اپنے پیٹنٹ انداز تمسخر میں کوسا۔ بالآخر مطلب کی جو بات بیان کی اس کا خلاصہ زمیندار نے ان الفاظ میں لکھا۔"

— زمیندار۔ "حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے قول کے مطابق اگر کسی مسلمان کے اقوال میں ننانوے فیصدی کفر یقینی ہو اور صرف ایک فیصدی ایمان کا شائبہ موجود ہو۔ تو وہ خارج از اسلام نہیں ہو سکتا۔ میں تو یہاں تک کہتا ہوں۔ کہ ہزار نہیں لاکھ نہیں۔ کروڑ اقوال میں سے ننانوے لاکھ ننانوے ہزار نو سو ننانوے اقوال میں کفر کا احتمال ہو تو جب تک قائل کی نیت اور مفہوم سے قاطع خواہ آگاہی نہ ہو اسے کافر کہنا ظلم ہے۔ ہم کسی کو کافر نہیں کہتے ہمیں کوئی کافر کہا کرے۔"

الفقیہ

"حضرت شیخ الحدیث کے پہلے رد کے علاوہ اس بیان سے ثابت ہوا۔ کہ مرزائی جماعت مسلمان ہے اور خارج از اسلام نہیں۔ کیونکہ مسخرہ صاحب ایڑی چوٹی کا زور لگائیں۔ تو مرزائیوں کے اقوال میں سے ننانوے لاکھ ننانوے ہزار نو سو ننانوے کفر ثابت نہیں کر سکتے۔ اور اگر اسی تعداد کے کفر ثابت بھی ہو جائیں۔ تو مرزائیوں کو اب کس منہ سے کافر کہیں گے۔"

آہ! محمد سعید مرحوم

میں آج جس المناک اور دردانگیز حادثہ کو لکھنے لگا ہوں۔ وہ ایسا ہے۔ کہ اس کے لکھنے سے میرا قلم بھی شق ہو جاتا ہے۔ میرا دل رو رہا ہے۔ اور آنکھیں اسکا اظہار کر رہی ہیں۔ مجھے اس رقت و درد آمیز خبر نے جو صدمہ پہنچایا ہے۔ وہ میں بیان کرنے سے قاصر ہوں۔ ۶ رجولائی کو مردان سے محمد الطاف صاحب کا ایک کارڈ آیا۔ کہ محمد سعید صاحب متعلم ایم۔ اے و ایل ایل بی علی گڈھ کالج ۸ یوم سے بعارضہ نیمونیہ مبتلا ہے۔ اخبار میں دعا کے لئے تحریک کر دیں۔ چونکہ اخبار نکل چکا تھا۔ اسلئے دعا کے لئے نہ لکھا جا سکا۔ کیونکہ قضا و قدر کچھ اور ہی تھی۔ ۱۰ رجولائی بروز جمعہ مریض موت کے والد بزرگوار میرزا میر اکبر صاحب کا کارڈ آیا۔ کہ آج ۸ بجے جولائی کو پسر م محمد سعید فوت ہو گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون اس کو پڑھ کر میں دیر تک عالم سکوت میں رہا۔ اور آنکھوں کے آگے اندھیرا چھا گیا۔ کیوں؟ اس لئے کہ مرحوم احمدیہ چمن کا ایک ہونہار پودہ تھا۔ پشاور کالج میں بی۔ اے پاس کر کے ایم۔ اے اور ایل ایل بی کلاس علی گڈھ کالج میں داخل ہوا تھا۔ حضرت خلیفہ ثانی ایدہ اللہ سے اس کو بہت اخلاص تھا۔ سلسلہ کے لئے یا ایں ہمہ عمری و تعلیم کالج ایک جوش رکھتا تھا۔ مرحوم کے والد بزرگوار نے کثیر روپیہ اس کی تعلیم پر خرچ کر کے اس درجہ تک پہونچایا تھا۔ کہ اب وہ باثمر ہو کر والدین کی تمناؤں کو پورا کرتا۔ فاروق سے مرحوم کو انس تھا۔ ہمیشہ فارسی نظم فاروق کے لئے بھیجا کرتا تھا۔ جو فاروق میں طبع ہوتی رہی ہیں۔ جس سے ناظرین فاروق کو بھی مرحوم سے شناسائی ہے۔ ایسے ہونہار نوجوان قابل اور لائق فرزند کا فوت ہو جانا والدین کیلئے جس قدر صدمہ رسان ہے۔ اسکا اندازہ انسانی میزان سے ناممکن ہے۔

آہ! محمد سعید! تیری دائمی مفارقت نہ صرف والدین کے لئے ہی ناقابل برداشت ہے۔ بلکہ احمدی قوم کو بھی عموماً اور خاکسار ایڈیٹر فاروق کو بھی خصوصاً نہایت قلق و رنج اور صدمہ اور درد کا موجب ہوئی۔ اللہ تجھے جنت الماوٰی میں جگہ دے۔ اور تیرے والدین کو اس صدمہ کے برداشت کی صبر و استقامت کے ذریعہ توفیق عطا فرمائے۔ اور تیرا چھوٹا بھائی زندہ رہے اور اس کے علاوہ اللہ تعالےٰ تیرا نعم البدل عطا فرما کر سب کے دلوں پر سکینہ نازل کرے۔ آمین

خاکسار ایڈیٹر فاروق کو اس صدمہ میں اخویم میرزا امیر اکبر صاحب اور مرحوم کے جملہ متعلقین سے دلی ہمدردی ہے۔ اور دعا ہے۔ کہ خداوند کریم آپ کو جلد تر صبر عطا فرما کر نعم البدل بخشے۔ آمین۔

مرحوم کی ایک فارسی نظم میرے کاغذات میں سے ملی ہے۔ جو حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کی واپسی انگلینڈ کے موقعہ پر ۲۶ رنومبر ۱۹۲۴ء کو فاروق کے لئے لکھکر بھیجی تھی۔ اس وقت فاروق بند تھا۔ اور طبع نہ ہوئی۔ آج میں اسکو آخری نظم کے عنوان سے صفحہ اول پر بطور یادگار شائع کرتا ہوں۔

آخر میں ناظرین فاروق سے درخواست ہے۔ کہ وہ مرحوم کا جنازہ غائب پڑھ کر ثواب حاصل کریں۔ اور دعا کریں کہ

یارب کسی کو مرگ پسر کا نہ داغ ہو۔
اس داغ سے ہر ایک بشر کو فراغ ہو
پھولا پھلا کسی کا نہ برباد باغ ہو
دشمن کا بھی جہاں میں نہ گھر بے چراغ ہو
مرنا جوان بیٹے کا سب گھر کی موت ہے
بیکس پدر کی موت ہے مادر کی موت ہے

(ایڈیٹر)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم ط

فاروق

قادیان دارالامان مورخہ ۱۳ر جولائی سنہ ۱۹۲۵ء

کیا ویدک دھرم عالمگیر مذہب ہو سکتا ہے؟

(۱۲)

آریہ سماج کی ہلاکت اور ترقی بند ہونے پر ہمنے گذشتہ نمبروں میں کافی آریوں کی گواہیاں نقل کر دی ہیں۔ جن سے آفتاب کی طرح یہ امر روشن ہو چکا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جو پیشگوئی آریہ سماج کی ایک صدی کے اندر اندر نیست ہو جانیکی کی تھی۔ وہ حرف بحرف پوری ہو رہی ہے۔ آج ہم آریہ سماج کے انجام پر آریہ ممبران کی شہادت قلمبند کرتے ہیں۔ ناظرین خوب غور سے ملاحظہ فرمائیں:۔

آریہ سماج کا انجام اس نمبر میں ہم مسٹر کرشن کی پیشگوئی متعلقہ آریہ سماج نقل کر کے آریہ سماج کے انجام کا پتہ دیتے ہیں۔ مہاشہ پرکاش ایک سوال کرتے ہیں۔ کہ "آریہ سماج کا انجام کیا ہوگا" خود ہی اس کا جواب دیتے ہیں۔ کہ

"جو اُن سوسائٹیوں کا حال ہوتا ہے۔ جن میں پریم (محبت) کی جگہ (اپریم) عداوت اور میل (اتفاق) کی جگہ آپا پنتھی (نفسا نفسی) نے لے رکھی ہو۔ اگر آریہ سماج نے ان دوشوں کو دور نہ کیا۔ تو نتیجہ صاف ہے۔ کہ (حسب پیشگوئی مسیح موعود و فاروق) آریہ سماج کا ان سوسائٹیوں میں شمار ہوگا۔ جو دنیا میں آئیں لیکن بغیر کچھ کام کرنے کے چلی گئیں"

(پرکاش مورخہ ۲ر کاتک سمت ۱۹۶۸)

الحمد للہ۔ کہ ایڈیٹر پرکاش کے دماغ کا علاج تو ایسا کر دیا ہے۔ کہ آئندہ اس مرض انکار پیشگوئی کا دورہ اسکو نہ پڑے گا۔ اور مہاتما پارٹی کا آرگن پرکاش روبصحت ہو جاویگا۔ اس کے بعد کلچرڈ یعنی گوشت خور آریہ پارٹی کے اخبار آریہ گزٹ کی ٹرم ٹون ملاحظہ فرمائیے۔ کہ وہ بھی پیشگوئی مذکورہ کی تصدیق میں ایسی شہادتیں پیش کرتا ہے۔ جس سے پرکاش کے انکار پیشگوئی کی بخوبی تردید ہو جاتی ہے۔ اور دوبارہ مہاشہ کرشن کو یہ کہنے کا حوصلہ نہ رہے گا۔ کہ آریہ سماج کو قائم ہوئے چالیس سال تو ہو چکے ہیں۔ اور وہ ابھی تک نہایت آب و تاب سے زندہ اور پورے زور ترقی کر رہا ہے"

(پرکاش مورخہ ۲۰ر مئی سنہ ۱۹۲۳ء صفحہ ۸ کالم ۳)

سوامی ستیانند کا بیان اب کلچرڈ پارٹی کے اخبار آریہ گزٹ سے آریہ سماج کی ترقیات کے متعلق سنیئے۔ اس میں آریوں کے سوامی ستیانند جس کا بیان اخبار پرکاش سے پہلے بھی اوپر نقل ہو چکا ہے۔ جو کچھ فرماتے ہیں۔ اس کو ہم یہاں بطور تتمہ بیان کے درج کرتے ہیں۔ جو یہ ہے۔

"کئی سجن (آریہ) تو یہ بھی کہنے لگ گئے ہیں۔ کہ آریہ سماج گر رہا ہے۔ اب اس کے دن پورے ہو گئے ہیں۔ ہاں یہ بلاشبہ درست ہے۔ کہ آریہ سماج آگے بڑھ نہیں رہا۔ اس کی تیزی رفتار میں کچھ سکون سا آگیا ہے۔ اس سے یہ بھی ممکن ہے۔ کہ اس کی ہر دلعزیزی میں بھی فرق پیدا ہو گیا ہو۔ اور اس کی کشش بھی کم ہو گئی ہے۔ یہ امر تو سب آریہ سماجیوں کو مان لینا چاہیئے کہ جب کبھی کہیں نیا آریہ سماج کھلتا ہے تو کچھ وقت کے بعد اس کی ترقی بند ہو جاتی ہے۔ اسکے ممبروں کی تعداد رُک جاتی ہے۔ اگر ایک آدھ آریہ سماج آگے بڑھا ہے۔ تو دو چار کے پیچھے ہٹ جانے کی مثالیں بھی موجود ہیں۔ اور بعض تو بالکل مُردہ بھی ہو چکے ہیں۔ آریہ سماجیوں میں اندرونی جھگڑے فساد بہت ہیں۔ اتفاق کا گورو (قدم) جمنے ہی نہیں پاتا۔ باہمی لڑائی اور جھگڑوں کے بعد آریہ سماجیوں کا دل بھی آریہ سماج کی طرف سے کھٹا ہو جاتا ہے"

(آریہ گزٹ رشی بودھ نمبر مورخہ ۲۳ر فروری سنہ ۱۹۲۲ء صفحہ ۶)

آریہ متروا بھی وہ ترقی ہے۔ جسکو تمہارا بی اے مہاشہ کہتا ہے۔ کہ "نہایت پرزور ترقی کر رہا ہے" خدا ایسی ترقی میں آریہ سماج کو دن دونی اور رات چوگنی افزونی عطا فرمائے۔ تاکہ پیشگوئی جلد پوری ہو۔ خیر آگے اور سنو!

لالہ دیوچند ایم۔ اے کا بیان یہ لالہ صاحب دیانندی سکول ہوشیارپور کے پرنسپل اور پکے آریہ ہیں۔ جو زیر سُرخی "کیا آریہ سماج مر رہا ہے" لکھتے ہیں کہ

"میں یہ آواز کہ آریہ سماج مر رہا ہے۔ ان لوگوں سے نہیں۔ جو کہ آریہ سماج سے باہر ہیں۔ بلکہ اُن سے سنتا ہوں جو کہ آریہ سماج کے اندر ہیں۔ جنہوں نے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

برسوں تک۔ آریہ سماج کی تن من دھن سے سیوا کی ہے۔ یہ آواز بلاشبہ رنجیدہ اور مایوس کن ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ وہ لوگ جو کہہ رہے ہیں۔ کہ آریہ سماج مر رہا ہے۔ خود بطور آریہ سماجی مر چکے ہیں۔ مگر میں یہ ضرور کہونگا۔ کہ ہمارے اندر سے اپنے دھرم کی اشاعت کا جذبہ کم ہو رہا ہے۔ ہمارے اندر کمزوریاں آرہی ہیں۔ آریہ لوگوں کی تعداد ابھی تک صرف چند لاکھ ہے۔ جن لوگوں کو آریہ سماج نے شدھ کیا ہے۔ ان کو آریہ سماجی اپنے گھروں میں کھانا نہیں کھلا سکتے۔ اپنے برتنوں میں پانی نہیں پلا سکتے۔ اور بعض ان کے ساتھ چھونا بھی پسند نہیں کرتے۔ آریہ سماج کا تعلیمی کام جو کسی زمانہ میں نہایت شاندار سمجھا جاتا تھا۔ آج اسی کام پر ہمکو سب طرف سے لعنت و تفریں ہوتی ہے۔"

(آریہ گزٹ کارشی نمبر مورخہ ۱۲ پھاگن سمت ۱۹۷۸ صفحہ ۲)

آریہ ایڈیٹرو! یہی وہ ترقی ہے۔ جس کو آریہ سماج زور کے ساتھ کر رہا ہے؟ یہ ترقی اس سے بھی زیادہ زور کے ساتھ کرو۔ تاکہ جلد سے جلد ملک سے یہہ طاعون دور ہو! یہی کیا ہے آگے اور سنو!

لالہ رام سہائی۔ اے بیان کان یہ ہاشہ بی۔ ٹی ہائی سکول حافظ آباد کے ہیڈ ماسٹر ہیں۔ اور سنسکرت ہائی سکول حافظ آباد کے ہیڈ ماسٹر ہیں۔ یہ ترقی سماج کا اسطرح ذکر کرتے ہیں۔ کہ

"افسوس آریہ سماجی اصحاب اپنے مشن کو چھوڑ رہے ہیں۔ اور لکشمی دیوی (روپیہ پیسہ) کی پوجا میں غلطاں ہیں۔ سب پر تھی ندھی سبھاؤں کی حالت ناگفتہ بہ ہے۔ ہماری ہفتہ واری پوجا زیادہ موثر اور پاکیزہ اس لئے نہیں ہے۔ کہ ہمارے ہر دوں میں شردھا اور پریم نہیں ہے ہماری دلوں میں وید منتروں کے لئے وشواس (ایمان) نہیں ہے۔"

(آریہ گزٹ رشی نمبر جلد ۲۶ نمبر ۹ بابت ۱۹۲۲ء صفحہ ۲۴)

چشم بددور کیا زبردست ترقی ہے۔ جو آریہ سماج زور کے ساتھ کرتا ہوا مہاشہ کرشن کو نظر آرہا ہے۔ کاش۔ یہ کاش کو کچھ شرم وحیا ہو۔ تو وہ پھر ترقی کا نام نہ لے۔ مگر میں ابھی بس نہیں کرتا۔ ذرا اور دو چار بیان نقل کرتا ہوں۔ تاکوڑ مغزوں کا قرار واقعی علاج ہو جائے۔

مہاشہ کرشن کا بیان یہ لالہ صاحب کلچرڈ پارٹی کے اخبار آریہ گزٹ کے ایڈیٹر اپنی قوم کا اس طرح رونا روتے ہیں۔ کہ

"آریہ سماجیوں کے چہرے حسرت کی تصویریں بنے ہوئے ہیں۔ ان کے دل بجھے ہوئے ہیں۔ وہ پہلا جوش آج کہاں ہے؟ وہ پہلی ہی سرگرمی کیا ہوئی؟ وہ خواب کیا ہوئے؟ جن میں آریہ پرتی ندھی یورپ اور امریکہ میں وید پرچار کی سکیمیں بنایا کرتے تھے؟ آج تو چاروں طرف پژمردگی چھائی ہوئی ہے۔ اور تو اور سبھا کا کورم بھی پورا نہیں ہوتا۔ لیکن حالات یہیں پر ختم نہیں ہو جاتے۔ آریہ سماج کے بوڑھے بوڑھے آدمی بھی اس وقت مایوس سے ہو رہے ہیں۔ کئی آدمی جو چند سال پہلے آریہ سماج کے ستون تھے۔ جن کی گرم رفتاری کو دیکھ کر مخالفین کا دل سرد ہو جاتا تھا۔ جو آریہ سماج کے دیوانے اور پروانے کہلاتے تھے جن پر آریہ سماجیوں کو وشواس (بھروسہ) تھا۔ آج وہ بھی آریہ سماج سے اسطرح الگ ہو گئے۔ گویا آریہ سماج سے انکا کبھی کوئی تعلق تھا ہی نہیں۔ (دیکھو کرشن جی مہاراج کیا ترقی معکوس ہے۔ اور کیسی زور سے ہو رہی ہے۔ فاروق) آخر اسکا سبب کیا ہے۔ جہاں تک ہمنے اس سوال پر غور کیا ہے۔ ہم اس نتیجہ پر پہنچے ہیں۔ کہ آریہ پرشوں نے اندر سے آریہ سماجی بننے کی طرف توجہ ہی نہیں دی۔"

(آریہ گزٹ مورخہ ۵ رجون ۱۹۲۲ء صفحہ ۴)

یہہ دس گیارہ بیانات ایسے ہیں۔ جن کے سننے کے بعد آریہ سماج کی بربادی والی پیشگوئی کی صداقت میں کچھ شبہ نہیں رہتا۔ اس مضمون کو ختم کرنے سے پیشتر ہم مہاشہ کرشن کے ایک آریہ مترپر کاش کے نامہ نگار کی پیشگوئی آریہ سماج کے متعلق نقل کر کے لالہ کرشن کو ہوش میں لاتے ہیں۔ آریہ سماج کاشبہ چنتک (خیر خواہ) سنت رام ایک لمبا مراسلہ پر کاش میں اشاعت کے لئے بھیجتا ہے۔ اور اس کی سرخی ایڈیٹر صاحب نے "آریہ سماج کی موت" لکھی ہے۔ اس مراسلہ میں سنت رام آریہ کہتے ہیں کہ

"آریہ سماج کی موجودہ حالت ایسی خطرناک ہے کہ اگر چند سال اسکو درست نہ کیا گیا۔ تو میں (سنت رام) پیشگوئی کر سکتا ہوں۔ کہ آریہ سماج کا نام و نشان صفحہ ہستی سے نیست و نابود ہو جائیگا۔

اور ویدک دھرم کا پودا خاک میں مل جائیگا۔ پس بہتر ہے۔ کہ آریہ سماج ظاہری نمایش دھوکہ بازی کو دور کرے بلحاظ کیر کٹر اگر دیکھا جائے۔ تو بہت سے (آریہ) مہاشے ایسے ملیں گے۔ جن کی عادات حرکات

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ویسی ہی ہیں۔ جیسی کہ آریہ ممبر ہونے سے پہلے تھیں۔ ویدک سنسکاروں (رسومات مذہبی) کی جو مٹی پلید ہو رہی ہے اس سے آپ (حاشیہ کرشن) ناواقف نہیں"

(اخبار پرکاش مورخہ ۱۹ رجون ۱۹۰۸ء صفحہ ۱۲ کالم ۳)

او سماجیو! اور دیانندیو!! او صداقت کے منکرو!!! زبان تو ہلاؤ۔ منہ تو کھولو۔ کچھ تو بولو۔ آریہ سماج کی یہ پُرزور ترقی ہے۔ یا آریہ کے مندروں میں اُلو بول رہا ہے؟ اوپر بھی ندھی سبھا پنجاب کے منتری کرشن! او پرکاش کے ایڈیٹر بی۔ اے!! تجھے یہ کہتے اور لکھتے شرم نہ آئی کہ مرزا صاحبؑ کی پیشگوئی اُلٹے طور پر پوری ہو رہی ہے۔ اور آریہ سماج پر زور ترقی کر رہی ہے؟ مگر ؎

شرم چہ کنی است کہ پیش کرشن بیاید

دیکھیں فاروق کی قلم اور اسکے ایڈیٹر کی معلومات کہ تیرے بخیہ ادھیڑ کر رکھ دیئے ہیں یا نہیں؟

کیا بعد آنحضرت صلعم باب نبوّت مسدُود ہے؟

(از خویم غلام حسین صاحب صوبیدار پنشنر بھوچال)

ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین۔

(سورۂ الاحزاب پ ۲۲)

اس آیت کریمہ کے رُو سے باب نبوۃ (غیر تشریعی) کو ہم لوگ مفتوح سمجھتے ہیں۔ اور ہماری مخالف مسدُود۔ ہمارے مختصر دلائل یہ ہیں۔

(۱) نبوت امر ممکن الوقوع ہے۔ اور ہر امر ممکن ممکن ہوتا ہے۔ جب تک کوئی برہان عقلی اس کی امتناع حدوث پر قائم نہ ہو۔ لیکن کوئی برہان عقلی نبوت آیندہ کے امتناع حدوث پر قائم نہیں ہو سکتی۔ اسلئے نبوت آیندہ بھی ممکن ہے اب رہی دلیل شرعی ہماری مخالف کتاب اللہ سے تو اس آیت خاتم النبیین کے سوا کوئی ایسا نص صریح قطعی الدلالۃ امتناع حدوث نبوّت آیندہ کے لئے پیش نہیں کر سکتے جس سے یہ ثابت ہو۔ کہ اب آیندہ کے لئے سلسلہ نبوت منقطع ہو چکا ہے۔ اور باب رسالت مسدود ہے۔ (ماخوذ از حق الیقین صفحہ ۶۱)

(۲) آیۃ خاتم النبیین میں خاتم اور نبیین دو جملے ہیں۔ لغت میں ان کے معنے جُدا جُدا دیکھنے پر کوئی لغت کی کتاب ایسی نہیں جس میں خاتم کے معنے مُہر کے نہیں لکھے۔ اور قبل از اسلام لفظ خاتم آخری کے معنوں میں استعمال ہونیکا کوئی ثبوت محاورہ عرب سے نہیں مل سکتا۔

(۳) آیت خاتم النبیین میں کوئی ایسا قرینہ موجود نہیں جس کی وجہ سے مہر کے معنے چھوڑ کر خاتم کے معنے آخر کے لئے جائیں۔ کیونکہ خاتم کے حقیقی معنے مُہر کے ہیں۔ اور آخر کے معنے مجازی ہیں۔ حقیقی معنے چھوڑ کر مجازی معنے لینے کے لئے قرائن ثلاثہ سے کوئی قرینہ صارفہ عن الحقیقۃ آیۃ میں موجود ہونا چاہیئے۔ بغیر قرینہ صارفہ عن الحقیقۃ کے مجازی معنے نہیں لئے جا سکتے۔ اس لئے خاتم النبیین کے معنے مُہر کے لینے پڑتے ہیں۔ اور آخر کے معنے لینے محل تنازع ہیں۔ (حق الیقین صفحہ ۶۱)

نوٹ:۔ آیۃ محولہ کی تفسیر کرنے سے پیشتر ان آیات کو پیش کرنا ضروری ہے۔ جن میں لفظ خاتم آیا ہے۔

قرآن مجید اور لفظ ختم

(۱) ختم اللہ علی قلوبھم وعلی سمعھم۔ (سورۂ بقر آیۃ)

(۲) ختم علی قلوبکم (سورہ انعام آیت ۴۶)

(۳) ختم علی سمعہ وقلبہ (سورۂ جاثیہ آیت ۲۳)

(۴) فان یشاء اللہ یختم علی قلبک (سورۂ شوریٰ آیت ۲۴)

(۵) یسقون من رحیق مختوم (سورۂ تطفیف آیت ۲۵)

(۶) نختم علی افواھھم (سورہ یٰسین آیت ۶۵)

پہلی ہر سہ آیات میں ختم بصیغہ ماضی استعمال ہوا ہے۔ اور اسکا مصدر ختم ہے۔ یعنے مُہر کرنا۔ آیۃ نمبر ۴ میں بصیغہ مضارع یختم آیا ہے۔ اسکا مصدر بھی وہی ختم ہے۔ آیت نمبرہ میں مختوم مفعول ہے۔ جس کا مصدر وہی ختم ہے۔ اب دیکھو ختم۔ یختم۔ مختوم تین صیغوں ماضی۔ مضارع مفعول میں آیا ہے۔ جس سے مُہر کے معنے قرآن کریم سے ثابت و متحقق ہوتے ہیں۔

لفظ ختم اور لغت ختم اللہ علی قلوبھم کی تفسیر میں امام راغب لکھتے ہیں۔ وقال بعضھم ختم شھادت اللہ تعالیٰ انہ لا یومن۔ یعنے بعض نے کہا ہے کہ ختم اللہ علی قلوبھم کے معنے یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اسپر گواہی دی ہے۔ کہ وہ ایمان نہیں لائیں گے۔

صاحب مجمع البیان (۱) کے متعلق لکھتا ہے

ان المراد بالختم علی القلوب شھید علیھا وحکم بانھا لا تقبل الحق کما یقال اذا رایت فلانا یتحکم علی کل ما یقولہ فلان ای تشھد بہ وتصدقہ وقد ختمت علیک بانک لا تفلح ای شھدت وذالک استعارہ۔

یعنے ختم علی القلوب سے مراد ان لوگوں پر گواہی دینا ہے۔ کہ وہ حق نہیں قبول کرتے۔ عربی بولتے ہیں۔ میں دیکھتا ہوں۔ کہ جو کچھ بھی فلاں شخص کہتا ہے۔ تو اس پر مُہر کر دیتا ہے یعنے تو گواہی دیتا ہے۔ یعنی تو اس کی تصدیق کرتا ہے۔ اور اسی طرح سے یہ بھی محاورہ ہے۔ تحقیق میں نے مُہر کر دی ہے۔ کہ تو کامیاب نہیں ہوگا۔ اس فقرہ کے معنے بجز اس کے اور نہیں ہو سکتے۔ کہ میں گواہی دیتا ہوں۔ کہ تو کامیاب نہیں ہوگا۔ اور یہ ایک استعارہ ہے۔

خاتم بالفتح مایوضع علی الطینہ یعنے کندہ کیا ہوا پتھر یا نگینہ۔ حسب تصریح کتب لغت قاموس۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

لسان العرب۔ تاج العروس۔ وغیرہ (مفصل بحث دیکھو حق الیقین صفحہ ۴۵)

جس طرح اس کندہ کئے ہوئے نگینہ کے مٹی پر لگانے کو اہل عرب لفظ طبع سے تعبیر کرتے تھے۔ اسیطرح گیر و مٹی کے کاغذ پر رکھنے کو لفظ ختم سے تعبیر کرتے تھے۔

صاحب صراح لکھتا ہے۔ الطبع مُہر کردن برنامہ۔ لسان العرب۔ تاج العروس۔ تاج المصادر بیہقی بھی اس کی موید ہیں۔ قرآن کریم میں بھی خدا تعالےٰ نے ختم اللہ علے قلوبھم وعلے اسمعھم۔ کی تفسیر دوسری آیت اولئک الذین طبع اللہ علی قلوبھم وسمعھم میں لفظ طبع کے ساتھ بیان فرمائی ہے۔ اسیوجہ سے خاتم بفتح الفوقانیہ اور طابع بفتح الموحدہ دونو مترادف فی المعنی ہیں۔ صاحب صراح لکھتا ہے الطابع بفتح الباء انگشتریں۔

پس جبکہ ثابت ہوگیا۔ کہ خاتم بالفتح اور طابع بالفتح دونوں متحد المعنی اور مرادف یکدیگر ہیں اور بجائے ایک دوسرے کے استعمال ہوتے ہیں۔ اور طابع کے معنے مُہر کے سوا کچھ نہیں۔ تمام اور نہایت اور آخر کار اس کے معنے میں داخل نہیں۔ پس خاتم یعنے مایوضع علی الطینہ یا ما یختم بہ یا یطبع بہ کے معنے کسی امر کی انتہا اور آخر پر دال نہیں۔ (دیکھو حق الیقین صفحہ ۴۷ و ۴۸)

مُہر کی غرض

کسی امر کی تصدیق۔ یا کسی امر کی صحت یا حفاظت ما ظرف ہُوا کرتی ہے۔ ان اغراض ثلاثہ کے سوا چوتھی کوئی غرض ثابت نہیں ہوتی۔

بعض لوگ اعتراض کرتے ہیں۔ کہ مُہر آخر میں لگائی جاتی ہے۔ لیکن یہ بھی درست نہیں۔ تمام فرامین شاہی میں شروع میں مُہر ثبت ہوتی ہے۔ آجکل تمسک دیکھ لیں۔ شروع میں مُہر کا نشان موجود ہے۔ جو احکام سول حکام سے صادر ہوتے ہیں۔ اُن میں یہ ضروری نہیں کہ مُہر آخر میں ثبت ہو۔ سمن وغیرہ میں مُہر عدالت شروع میں یا بیچ میں اکثر لگائی جاتی ہے۔ کیا کارڈ اور لفافوں پر ڈاکخانہ والے آخر میں مہر لگاتے ہیں۔ ہرگز نہیں۔ سکہ پر حضور بادشاہ معظم کی تصویر شروع میں ہوتی ہے۔ نہ کہ آخری حصہ میں۔

آیت ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین میں یہ الفاظ قابل تشریح ہیں۔ ولکن۔ رسول اللہ۔ و۔ خاتم النبیین۔

لکن استدراک کے لئے آتا ہے۔ کہ جو کچھ وہم پہلی کلام سے پڑتا ہے۔ اسکے ازالہ کے لئے آتا ہے۔ اور لکن دو کلاموں کے درمیان آتا ہے۔ جو آپس میں متغائر ہوتے ہیں۔ اور انمیں تغائر نفی اور اثبات کا معنوں میں ہوتا ہے۔

(دیکھو شرح جامی)

آیۃ محولہ میں لکن کے ساتھ روحانی ابوت کا اثبات کیا۔ کہ پہلی کلام کے مغائر ہے۔ کیونکہ پہلی کلام میں ابوت جسمانی کی نفی ہے۔ اور دوسری کلام میں ابوت روحانی کا اثبات۔ اور یہ ظاہر ہے۔ کہ یہ دونوں باتیں آپسمیں مغائر اور مخالف ہیں۔ پس جبکہ یہاں حرف لکن ایسی دو کلاموں کے درمیان واقع ہُوا ہے۔ کہ جو آپسمیں مغائر ہیں۔ اور آیا بھی ایک وہم کو رفع کرنے کے لئے ہے۔ پھر کیوں استدراک کے لئے قرار نہ دیا جائے جبکہ اس میں وہ تمام شرائط پائی جاتی ہیں۔ جو نحویوں نے اسکے استدراک کے لئے ہونے کی قرار دی ہیں

رسول اللہ۔ رسول اللہ فرمانیسے غرض ابوت روحانی ہے۔ یعنی تمہارا روحانی باپ ہے۔ کیونکہ وما کان محمد ابا احد من رجالکم۔ جب خدا تعالیٰ نے فرمایا۔ کہ آنحضرت صلعم مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں۔ تو سننے والے کے دل میں یہ شُبہ پڑا۔ کہ ابھی آیۃ النبی اولی بالمؤمنین من انفسھم وازواجہ امھاتھم میں رسول کریم صلعم کی ابوت ثابت کی تھی۔ اور اب کہہ دیا۔ کہ وہ مردوں میں سے کسی کا باپ نہیں۔ تو باپ نہ ہونا چونکہ ابوت جسمانی و روحانی دونوں پر شامل تھا۔ اور روحانی ابوت کا اثبات پہلے بلحاظ آپؐ کے نبی ہونے کے کیا تھا۔ تو اس کی نفی سے آپؐ نبی بھی نہیں رہتے تھے اس لئے اسکا ازالہ لفظ رسول اللہ سے کیا گیا۔ یعنے رسول ہونیکی حیثیت سے روحانی باپ ہیں۔

و۔ واؤ جاننا چاہیئے۔ کہ واؤ کا حرف عربی میں اسلئے آتا ہے۔ کہ وہ لفظ جو وؔ کے بعد ہو اسی کام کے لئے لایا جاوے۔ جس کام کے لئے وؔ سے پہلا لفظ لایا گیا ہو۔ اب دیکھو۔ اس آیۃ میں وؔ سے پہلے لفظ رسول اللہ ہے۔ اور وہ اس اعتراض کو دور کرنے کے لئے لایا گیا ہے۔ جو ما کان محمد ابا احد من رجالکم سے پیدا ہوتا تھا معلوم ہُوا۔ کہ خاتم النبیین بھی اسی اعتراض کو دور کرتا ہے۔ اور لازماً اس لفظ کے وہ معنے کرنے چاہئیں جو اس اعتراض کو دور کریں۔ اور اگر کوئی شخص اس لفظ کے ایسے معنے کرے۔ جو اس اعتراض کو دور کرنے والے نہ ہوں۔ اور ان معنوں کا پہلے اعتراض کے ساتھ کوئی تعلق نہ ہو۔ تو وہ معنے عربی کے لحاظ سے غلط ہونگے۔

خاتم النبیین اور رسول دو صفت ہے۔ جو ایک ذات میں پائی جاتی ہیں۔ نہ کہ یہ دو لفظ صفت موصوف ہیں۔ تا یہ کہا جاوے۔ کہ ایسا رسول جو خاتم النبیین ہے۔ کیونکہ ان کے درمیان وؔ او عاطفہ ہے۔ جو دونکو صفت موصوف ہونے سے روکتی ہے۔

(مفصل دیکھو الفضل ۲۶ مارچ ۱۹۱۸ء)

خاتم النبیین۔ خاتم النبیین کے ایسے معنے کرنے چاہئیں۔ جو اس اعتراض کو دور کریں۔ جس کو لفظ رسول اللہ نے دور کیا ہے۔ کما مر سابقاً۔ ہمارے مخالفین یہ معنے کرتے ہیں۔ کہ نبیوں کو بند کرنے والے ہیں۔ اور یہ معنے اس اعتراض کو دور نہیں کرتے۔ جس اعتراض کو دور کرنے کے لئے لکن کا لفظ آیا ہے۔ اور جس اعتراض کو لفظ رسول اللہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نے دور کر دیا ہے۔ تو معلوم ہوا۔ کہ یہ معنے درست نہیں۔ اسواسطے انسے استدلال نہیں کیا جا سکتا۔

جو معنے ہم کرتے ہیں۔ وہ اس اعتراض کو دور کرتے ہیں۔ جسکو لفظ رسول اللہ نے دور کیا ہے۔ ولکن رسول اللہ یعنی اب یہی رسول اللہ صلعم مومنوں کے روحانی باپ ہیں۔ کسی کو ہم مومن نہیں کہہ سکتے۔ جب تک کہ محمد رسول اللہؐ کے بیان کردہ قواعد کے مطابق وہ مومن ثابت نہ ہو۔ بلکہ محمد رسول اللہؐ کی شان تو یہاں تک بڑھی ہوئی ہے۔ کہ وہ خاتم النبیین ہیں۔ یعنے ان کی مُہر کے بغیر مومن بننا تو کیا۔ بغیر آپؐ کی مُہر کے تو کسی نبی کی نبوت بھی ثابت نہیں ہو سکتی۔ اب دیکھو۔ کہ یہ معنے اس اعتراض کو دور کرتے ہیں۔ اور یقیناً دور کرتے ہیں۔ اور اس استدلال کو آسان بنانے کے لئے ہم بجائے رسول اللہؐ کے خاتم النبیین کو آیۃ میں رکھتے ہیں۔ آیت یوں سمجھئے۔ ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن خاتم النبیین۔ یعنے محمدؐ تم مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں۔ لیکن اس پر یہ اعتراض نہ کرنا۔ کہ اب رسالت جاتی رہی۔ کیونکہ ان کی رسالت نے کیا جانا تھا۔ وہ تو اس شان کا انسان ہے۔ کہ اور دنکی رسالت بھی اس کی مُہر سے اور اسکے کہنے ہی سے رسولوں کی رسالت ثابت ہوتی ہے۔ اس کی اپنی رسالت میں کیا شبہ۔ اور جب اس کی رسالت میں شبہ نہیں۔ تو روحانی باپ بھی ہوئے۔ کیونکہ النبی اولی بالمومنین میں جو ابوت انکو دی گئی تھی۔ وہ بحیثیت رسول ہونے کے تھی۔ اور چونکہ اب بھی رسولؐ ہیں۔ بلکہ ایسے رسول ہیں۔ کہ اوروں کی رسالت کا ظہور انکے ذریعہ ہو۔ اسلئے ماننا پڑا۔ کہ اب بھی روحانی باپ ہیں۔ اور اس طرح وہ اعتراض دور ہوا۔

(مفصل دیکھو ختم نبوت پر مباحثہ بمبئی از روئے قرآن و حدیث صفحہ ۲۰-۲۱)

ہمارے مخالفین باوجود موجودگی آیت خاتم النبیین کے حضرت عیسےٰ کی نبوت کے قائل ہیں۔ جیساکہ زرقانی لکھتا ہے۔ ان عیسےٰ ینزل مع بقائہ علیٰ نبوتہ جلدہ ۸ ص ۲۱۱ ومن قال بسلب نبوتہ کفر حقاً کما صرح بہ السیوطی۔ حجج الکرامہ ص ۴۲۱ اور حضرت عیسےٰ کے آنے سے وہ کہتے ہیں۔ کہ ختم نبوت میں فرق نہیں آتا۔ لیکن یہ فلاسفی ہمارے فہموں سے بالاتر ہے۔ کہ اگر باب نبوۃ من کل الوجوہ بند ہے۔ تو پھر کسی نئے پُرانے کے آنے کی گنجایش نہیں سمجھی جا سکتی۔ اس سوال کا جواب وہ یہ دیتے ہیں۔ کہ حضرت عیسےٰؑ جب نازل ہونگے۔ تو امتی ہونگے۔ قطع نظر اس کے کہ یہ جواب کس قدر غلط اور نادرست ہے۔ حضرت مرزا صاحبؑ بھی امتی ہیں۔ پھر تنازعہ کیا رہا۔ ہم بھی تشریعی نبوت بعد آنحضرت صلعم کفر سمجھتے ہیں۔ اور ہمارے مخالفین بھی۔ غیر تشریعی نبوت کو علمائے اہل سنت نے صحیح اور درست تسلیم کیا ہے۔

مثال کے لئے خاتم النبیین کے معنوں کو ہی لیجئے۔ ملاں علی قاری حنفی صاحب در کتاب موضوعات صفحہ ۵۰ و ۵۹۔ فلا ینا قض قولہ تعالیٰ خاتم النبیین اذ المعنی انہ لا یاتی نبیٌ بعدہ ینسخ ملتہ ولم یکن من امتہ۔ (یعنے خاتم النبیین کے یہ معنے ہیں۔ کہ آپؐ کے بعد کوئی ایسا نبی نہیں آئیگا۔ جو آپؐ کی ملت کو منسوخ کرے۔)

ایک اعتراض اور اس کا جواب

عام اعتراض جو اکثر ہمارے مخالفین پیش کرتے ہیں۔ وہ یہ ہے۔ کہ بموجب آیۃ کریمہ صراط الذین انعمت علیہم۔ اگر نبوۃ ملنی ہوتی۔ تو کیوں صحابہ کرام اور اولیائے عظام میں سے کسی کو نبوت نہ ملی۔ کیا وہ یہ دعا ہر رکعت میں نہیں پڑھتے رہے۔ سب کی دعائیں ضائع گئیں۔ اور کسی کی بھی قبول نہ ہوئی؟ فاما الجواب

(۱) از روئے قرآن کریم نبوت موہبت الٰہی ہے۔ جب تک نبوۃ کو ہمارے مخالفین اکتسابی ثابت نہ کریں۔ تب تک یہ سوال ہی غلط ہے۔ فضل اللہ یوتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم۔

(۲) صراط الذین انعمت علیہم کی تفسیر دوسری جگہ انعم اللہ علیہم من النبیین الخ سے کی گئی ہے۔ لہذا یہ سوال اللہ تعالیٰ پر کریں۔ کہ وعدہ دیکر تو نے فلاں فلاں کو کیوں نبی نہیں بنایا۔ ہم پر یہ سوال نہیں ہو سکتا۔

(۳) جب قرآن کریم کی اُمیت کی تفسیر قرآن کریم نے کر دی۔ پھر ہم پر یہ سوال صرف اس صورت میں کر سکتے ہیں۔ کہ وہ قرآن کریم کو الہٰی کلام نہ تسلیم کریں۔ ورنہ بصورت تسلیم کلام الہٰی ہم پر یہ سوال نہیں کر سکتے۔ کیا یہ حضرت مسیح موعودؑ کا قول ہے۔ کہ ہم اس کے جواب کے ذمہ دار ہوں۔

(۴) نبی ضرورت حقہ کیوقت مبعوث ہوتے ہیں۔ صحابہ کرام کے وقت نبوت کی ضرورت نہیں مفقود تھی۔ کیونکہ بموجب عقیدہ فریقین وہ نورانی زمانہ تھا۔ لہذا یہ سوال ہی غلط ہے۔

(۵) اگر ہمارے مخالفین صحابہؓ کے زمانہ کو مثل اس صدی کے ثابت کر دینگے۔ یعنی صحابہ کرام کے لئے نعوذ باللہ منہا۔ ایسے ہی افعال و اقوال حرکات و سکنات جنمیں اس صدی کے لوگ مبتلا ہیں۔ تب سوال قابل غور ہوگا۔ ورنہ نہیں۔ حکیم کی ضرورت بیماری ہی پیدا کرتی ہے۔ نہ کہ صحت۔

(۶) ہم پر الزام لگایا جاتا ہے۔ کہ پہلے لوگوں خاصکر صحابہ کرام میں سے کیوں نبی نہیں ہوئے۔ یہ الزام ہم پر عائد نہیں ہوتا۔ بلکہ یہ سوال ان پر پڑتا ہے۔ کہ وہ صحابہ کرام کو پاک خیال نہیں کرتے اگر انکو نورانی وجود ستارے سمجھتے۔ تو سوال ہی کیوں کرتے۔ وہ انکو پاک خیال اگر کرتے ہیں۔ تو یہ سوال ہی قابل تنقید نہیں رہتا۔ صحابہ کرام کی وہ خود بے ادبی کرتے اور الزام ہم پر لگاتے ہیں۔

(۷) ہمارا عقیدہ یہ ہے۔ کہ صحابہ کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کا زمانہ نورانی تھا۔ اور ظلمت کا دورہ ختم ہو چکا تھا۔ لہذا ان پاک اور برگزیدہ لوگوں کے وقت نبی کی ضرورت نہ تھی۔ یہ کہنا کہ وہ نبی کیوں نہ ہوئے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دوسرے لفظوں میں اسکا مطلب یہ ہے۔ کہ دنیا میں اُسوقت تاریکی چھائی تھی۔ کوئی نورانی وجود نہ تھا۔ جو اس تاریکی اور ظلمت کو دفع کرتا حالانکہ یہ بالبداہت باطل ہے۔

(۸) پھر وہ یہ سوال رسولِ کریم صلعم پر کرسکتے ہیں۔ کہ کیوں انہوں نے ایک ہی نبی کے آنے کی پیشگوئی کی۔

چند سوالات حل طلب

(۱) حسب شرائط حرف لکن آیۃ کریمہ خاتم النبیین کے ایسے معنے کئے جاویں جن سے آیۃ ہذا میں ربط قائم رہ سکے۔ اور لفظ خاتم النبیین اوسی اعتراض کو دور کرے جیکو لفظ رسول اللہ نے دور کیا ہے۔

(۲) خاتم بفتح تا کے معنے محاورات عرب سے آخری نبی کے ثابت کئے جاویں۔ نیز یہ کہ یہ لفظ قبل از نزول قرآن کریم بند کرنے کے معنوں میں استعمال ہوتا تھا۔

(۳) اگر باب نبوت من کل الوجوہ مسدود ہو چکا ہے۔ تو یہ کہنا۔ کہ پُرانا نبی تو آسکتا ہے۔ لیکن نیا نبی نہیں ہوسکتا۔ صریح غلط ہے۔ خاتم النبیین یا لا نبی بعدی میں کوئی لفظ ایسا بتایا جاوے جیس کے معنے آپ کے اس مدعا کو ثابت کریں۔ (کہ پُرانا نبی آسکتا ہے)

(۴) شروع زمانہ صحابہ کرام سے جملہ اہل اسلام ایک نبی کے آنے کے قائل چلے آئے ہیں۔ دیکھو صحیح مسلم وغیرہ کتب کو۔ پھر حضرت اقدس پر صرف اس دعوے (نبوۃ) کیوجہ سے کفر کا فتوے جاری کرنا کیا ان جملہ بزرگان خدا کو کافر کہنا نہیں۔ جو چودہ سو سال سے ایک نبی کے منتظر چلے آئے ہیں۔

(۱) آدمؑ ——— (۴) حضرت محمد صلعم

جب آسے یہ سلسلہ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام چلا اور مؑ پر بند ہوگیا۔ یعنے حضرت آدمؑ سے شروع ہوکر رسول کریمؐ پر بند ہوگیا۔ اور حضرت عیسےٰؑ اس کے اندر آگئے تو مؑ کے بعد اسی حالت میں حضرت عیسےٰؑ آسکتے ہیں۔ کہ مؑ کی حد کو توڑ دیں۔ ورنہ بند ہونے کی صورت میں نہیں آسکتے ؛

رسالہ گوشت خوری پر ریویو

(گذشتہ سے پیوستہ)

یہ مسلمہ امر ہے۔ کہ غذا کا انسان کے اخلاق جسم۔ دماغ۔ اور طاقت وغیرہ پر اثر پڑتا ہے۔ اور اس کا زیادہ تر تعلق غذا کے اعلیٰ جزو پروٹین پر ہے۔ اگر جسم کو ایک مناسب مقدار ایسے پروٹین کی (جو آسانی سے ہضم ہوکر جزو بدن بن جائے) نہ ملے تو جسم کمزور ہو جاتا ہے۔ اور طاقت آہستہ آہستہ سلب ہو جاتی ہے۔ قوم کی ترقی رُکی جاتی ہے۔ اگر اس کے افراد کو مناسب حال غذا نہ ملے کیونکہ زندگی۔ طاقت اور مرض کا مقابلہ سب کا انحصار صرف اعلےٰ غذا پر ہے۔ ملک بنگال کے چاول خور لوگوں کا جسم آہستہ آہستہ نحیف ہوتا جاتا ہے۔ اور بدنی طاقت کم ہو جاتی ہے۔ اور ان میں دیر تک کام کرنے کی قابلیت نہیں رہتی۔ ان کے لئے ضروری ہے۔ کہ وہ پروٹین کی مقدار بڑھا دیں اور اجزائے نشاستہ (جو کہ ان میں مرض ذیابیطس پیدا کرتا ہے) کی مقدار خوراک میں کم کردیں۔

انسان کے جسم کو اللہ تعالیٰ نے ایسی طاقت دی ہے۔ کہ وہ ملک اور آب وہوا اور حالات کے مطابق اپنے اندر تبدیلی پیدا کرلیتا ہے چنانچہ قطب شمالی کے لوگ جہاں جہاں سبزی کا نام و نشان نہیں پایا جاتا۔ صرف گوشت اور چربی پر گزارہ کرتے ہیں۔ اور ہندوستان کے لوگ جہاں کثرت سے پھل اور سبزیاں اُگتی ہیں۔ زیادہ تر سبزی پر گزارہ کرتے ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ بعض سبزی خور لوگ بھی اچھی صحت رکھتے ہیں۔ مگر اس پر ابھی ایک اور پہلو سے روشنی ڈالنی ضروری ہے۔

صحت کے مختلف مدارج ہیں۔ اگرچہ صرف سبزی پر طاقت اور صحت قائم رہ سکتی ہے۔ مگر ان لوگوں میں شجاعت نہیں ہوتی۔ طاقت عضلات کی خاصیت ہے۔ اور شجاعت دماغ اور اعصاب کا خاصہ ہے۔ جیسا کہ میں پہلے لکھ چکا ہوں۔ ڈاکٹر پاٹن کی ہرن اور چیتے کی مثال سے میں پہلے اسکو واضح کرچکا ہوں۔ کہ اگر چیتے کو ایک کھلے میدان میں آہستہ آہستہ چلکر ہرن کا پیچھا کرنا پڑے۔ تو بیشک ہرن آگے نکل جائیگا۔ لیکن اگر چیتا ہرن کو اچانک دبوچنے کے لئے چھلانگ لگائے۔ تو پھر ہرن یقیناً قابو آجائیگا۔ کیونکہ حیوانی غذا سے ایک محفوظ سٹور طاقت کا خون میں جمع رہتا ہے۔ جو ضرورت کے وقت عضلات کو دیا جاتا ہے جس سے وہ بڑی سرعت سے کام کرتے ہیں۔

پھر سبزیوں کو پوری غذائیت حاصل کرنے کے لئے اتنی مقدار میں کھانا پڑتا ہے۔ کہ فضل ہضم بگڑ جاتا ہے۔ اور بہت سا پروٹین فضلات کے رستہ باہر نکل جاتا ہے۔ کیونکہ Cellulose اور سخت ریشے سبزیوں کے ہضم نہیں ہوسکتے۔

ایک اور نقصان صرف سبزی کھانے سے یہ ہے کہ سبزی خوروں میں قوت مدافعت کم ہوتی ہے۔ اسکا ثبوت یہ ہے۔ کہ وبائیں عموماً سبزی خوروں میں پائی جاتی ہیں۔ جن کو مناسب مقدار پروٹین غذا کی نہیں ملتی۔

صرف سبزی کھانے کے نقصان ؛

(۱) معدہ اور امعا پھول کر بڑھ جاتے ہیں۔ دیکھو سبزی خور جانوروں کا پیٹ کتنا بڑا ہوتا ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور آئرلینڈ کے کسانوں کا (Potatoe belly) پیٹ اور ہندوستان کے بنئے کی توند ضرب المثل ہیں اس کی وجہ یہ ہے۔ کہ ان کو سبزی بہت زیادہ مقدار میں کھانی پڑتی ہے۔ اسلئے ان کے یہ اعضاء بڑھ جاتے ہیں۔ مگر اس کے ساتھ ان اعضاء کی طاقت ہاضمہ میں کوئی زیادتی نہیں ہوتی۔

(۲) چونکہ معدہ اور امعا کو ایک بڑا انبار غذا کا آگے دھکیلنا پڑتا ہے۔ اسلئے اس کے ہضم اور غذا کو آگے بھیجنے میں بہت زیادہ طاقت اور خون صرف ہوتا ہے۔ اور جسم کے ضروری اعضاء مثلاً دماغ کو کم خون ملتا ہے۔

(۳) سبزیوں میں پانی زیادہ ہوتا ہے۔ مگر اس سے جسم کو پانی کی مانگ کم نہیں ہوتی۔ بلکہ یہ پانی جسم کو سست اور ڈھیلا کر دیتا ہے۔ اور خون کو پتلا کرتا ہے۔

انسان کی غذا کیا ہونی چاہیئے

پروٹین غذا کی ضرورت کو محسوس کر کے اور اس بات کو مان کر کہ حیوانی پروٹین نباتاتی پروٹین سے جلدی ہضم ہو کر جزو بدن بن جاتے ہیں۔ یہ سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ انسان کو کیا کھانا چاہیئے۔ وائٹ اور کریمر نے ثابت کیا ہے کہ وہ لوگ جو مدت سے ایک قسم کی غذا کھاتے ہیں۔ ان میں ان لوگوں کے مقابل میں جو اسی غذا کو بطور ایک عجوبہ کے استعمال کریں۔ اس غذا کے اجزاء کو جذب کرنے کی کوئی خاص قابلیت نہیں ہوتی۔ جیسا کہ ڈاکٹر میکے نے ہندوؤں اور مسلمانوں پر تجربہ کر کے ثابت کر دیا ہے۔ ہر ملک کی ضروریات پیداوار اور آب و ہوا کے مطابق انسان کو اس کے مناسب حال غذا استعمال کرنی پڑتی ہے۔ مثلاً قطب شمالی کے لوگ جہاں پر سبزی کا نام و نشان نہیں ملتا۔ صرف گوشت اور چربی پر گزارہ کرتے ہیں۔ اسی طرح بعض ممالک میں لوگ صرف سبزی پر گزارہ کرتے ہیں۔ مگر یہ تو "گر ضرورت بود روا باشد" والا معاملہ ہے یعنے جو مل جائے وہ کھا لیا۔ لیکن سوال یہ ہے کہ انسان کے لئے بہترین غذا کونسی ہے۔

نباتات اور میوہ جات کے متعلق تو بنی نوع انسان میں کوئی اختلاف نہیں۔ سب ملکوں اور سب قوموں اور سب مذہبوں کے لوگ میوہ جات اور سبزیاں بڑے مزے سے کھاتے ہیں۔ لیکن حیوانی غذا کے متعلق اختلاف ہے۔ تشریح الابدان سے انسان کے دانتوں معدہ اور امعا کی بناوٹ سے یہی صحیح استدلال ہوتا ہے۔ کہ انسان گوشت خور بھی ہے۔ اور سبزی خور بھی۔ حیوانی اور نباتاتی پروٹین کا مقابلہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ گوشت ایک ہضم اور منجملہ صورت پروٹین غذا کی ہے۔ جو کہ آسانی سے جزو بدن بن جاتی ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ (Ideal) بہترین غذا وہ ہے۔ جس میں سبزی کے ساتھ مناسب مقدار گوشت کی بھی ملالی جائے۔ اور انسان افراط و تفریط سے کام نہ لے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ اپنی حکیم کتاب قرآن مجید میں فرماتا ہے۔ کلوا و شربوا ولا تسرفوا۔ نہ سبزی کھانے میں زیادتی کرو۔ اور نہ گوشت کھانے میں زیادتی کرو۔ بلکہ ایک مخلوط غذا کھاؤ۔ جس سے کہ انسان کے جسم و دماغ کی بخوبی پرورش ہو۔ اور انسان جو اشرف المخلوقات ہے۔ سب خوبیاں اپنے اندر جمع کر لے چونکہ آب و ہوا کا جسم پر ضرور اثر ہوتا ہے۔ اس لئے گرمیوں میں بے شک گوشت کی مقدار کو کم کر دیا جائے۔ آپ کو چاہیئے ۱/۳ حصہ پروٹین گوشت سے حاصل کریں۔ اور ۲/۳ حصہ اس میں سبزی کا ملالیں۔ اس طرح دونوں کو ملا کر استعمال کریں۔ اور ضد اور تعصب کو بالائے طاق رکھ کر گوشت کی خوبیوں کو تسلیم کرتے ہوئے یہ پراپیگنڈا لوگوں میں نہ پھیلائیں۔ کہ گوشت غیر قدرتی اور مضر صحت غذا ہے۔

اللہ تعالیٰ آپ کو اس کے سمجھنے کی اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

خاکسار

(ڈاکٹر چوہدری محمد شاہ نواز خان۔ ایم۔ بی۔ پی ایس)

مسیحی صیانت سے ایک ہزار ایک

سوال حل طلب

سوال نمبر ۵۱

ایسا ہی کتاب ۲ سموایل باب ۷ آیت ۱۴ میں لکھا ہے۔ کہ خدا کا کلام ناتن کی معرفت حضرت داؤد نبی کو پہنچا۔ خداوند خدا نے داؤد کو کہا۔ کہ جب کہ تیرے دن پورے ہونگے۔ اور تو اپنے باپ دادوں کے ساتھ سو رہیگا۔ تو میں تیرے بعد تیری نسل کو جو تیرے صلب سے ہوگی۔ برپا کروں گا۔ اور اس کی سلطنت کو قائم کروں گا۔ وہی میرے نام کا ایک گھر بنا ویگا۔ اور میں اس کی سلطنت کا تخت ابد تک قائم رکھوں گا۔ اور میں اس کا باپ ہوں گا۔ اور وہ میرا بیٹا ہوگا۔ سو اگر وہ خطا کریگا۔ تو میں اُسے آدمیوں کے کوڑے اور بنی آدم کی تازیانوں سے تنبیہ کروں گا۔"

ان آیات بائبل میں بھی نہایت صفائی سے سلیمان کو خدا تعالیٰ نے اپنا بیٹا کہا ہے۔ اور جب کہ بار بار کتاب اللہ میں اسکا اسقدر ذکر کیا تھا۔ کہ کہیں یسوع کے متعلق ایسا نہیں۔ تو پھر کیا وجہ ہے۔ کہ یسوع کو اگر خدا کا بیٹا مانا ہی جائے تو سلیمان سے کم درجہ کا مانا جائے۔ مطلع فرماویں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سوال نمبر ۵۲

خروج باب ۴ آیت ۱۶ میں حضرت موسےٰؑ کے متعلق فرمایا ہے۔ کہ اے موسےٰؑ تو فرعون کے سامنے خدا کی جگہ ہو گا۔ اتنی بڑی عزت کبھی یسوع کو نصیب ہوئی ہوئی اناجیل سے ثابت نہیں ہوتی۔ پھر کیا وجہ ہے۔ کہ موسےٰؑ کو یسوع سے افضل کہا نہ جائے۔ ہاں وہ موسےٰ جس کی شریعت کا صرف ایک خادم ہونے کا درجہ یسوع کو حاصل تھا۔ کیونکہ یسوع کو خود کوئی شریعت عطا نہ کی گئی تھی۔

سوال نمبر ۵۳

کتاب ایوب باب ۱ آیت ۶ میں لکھا ہے "اور ایک دن ایسا ہوا۔ کہ (انبیاء اللہ) (خدا کے بیٹے) آئے۔ کہ خداوند کے حضور حاضر ہیں۔ اور شیطان بھی ان کے درمیان آیا"

اس آیت سے ظاہر ہے۔ کہ خدا کے بیٹے بہت ہیں۔ یسوع کی کوئی خصوصیت نہیں خواہ فرشتوں کو اسجگہ خدا کا بیٹا کہا گیا ہے اور خواہ انبیاء کو جو بھی ہوں۔ بائبل کی اصطلاح میں خدا کے بیٹے بہت ہیں۔ ممکن ہے ہزاروں ہوں۔ یا لاکھوں یا کروڑوں۔ پھر یسوع کی کیا خصوصیت ہے۔ بیان کر کے مشکور فرماویں۔

سوال نمبر ۵۴

(ایسا ہی) کتاب ایوب باب ۲ آیت ایک میں لکھا ہے "پھر ایک دن یوں ہوا کہ (انبیاء اللہ) (خدا کے بیٹے) آئے کہ خداوند کے حضور حاضر ہوں۔ اور شیطان بھی ان کے درمیان ہو کے آیا۔ کہ خداوند کے آگے حاضر ہو"

اس آیت سے بھی ظاہر ہے۔ کہ خدا کا بیٹا ہونے کی عزت بہتوں کو حاصل ہے۔ یسوع کی کوئی خصوصیت نہیں۔

سوال نمبر ۵۵

اگر یہ کہا جائے۔ کہ ان آیات میں جن خدا کے بیٹوں کا ذکر ہے۔ ان کے ساتھ تو شیطان بھی چلا گیا تھا۔ تو یہ کوئی تعجب کی بات نہیں۔ کیونکہ اناجیل میں لکھا ہے۔ کہ شیطان یسوع کو اپنے ساتھ بیابان میں اور پھر مقدس شہر میں لئے پھرا۔ اور پھر اپنے ساتھ ہیکل کے کنگورے پر چڑھا کر لے گیا۔ تو جب یسوع ابن اللہ ہو کر شیطان کے ساتھ پھرتا رہا۔ تو پھر اس میں کیا حرج ہے۔ کہ دوسرے انبیاء اللہ کے ساتھ ہو کر بھی شیطان خدا کے حضور میں پہنچے۔ از راہ عنایت مطلع فرماویں۔

سوال نمبر ۵۶

بائبل کی کتاب پیدائش باب ۶ آیت ایک میں لکھا ہے۔ "جب روئے زمین پر آدمی بہت ہونے لگے۔ اور ان سے بیٹیاں پیدا ہوئیں۔ تو خدا کے بیٹوں نے آدمیوں کی بیٹیوں کو دیکھا کہ وے خوبصورت ہیں۔ اور ان سبھوں میں سے جسے جو پسند آئیں اپنے لئے جورو کر لیں"

اس آیت سے ظاہر ہے۔ کہ خدا کے بہت سے بیٹے پہلے گذر چکے ہیں۔ اور اب بھی ہیں۔ پس کیا وجہ ہے۔ کہ اسی بائبل میں اگر صرف ایک آدھ دفعہ یسوع نے اپنے آپ کو خدا کا بیٹا کہا ہو۔ تو اس کے معنے بائبل کے دوسرے مقامات کے معنوں سے بالکل الگ لئے جائیں۔ از راہ عنایت مطلع فرماویں۔

سوال نمبر ۵۷

کتاب خروج باب ۴ آیت ۲۲ میں لکھا ہے کہ خدا نے موسےٰؑ کو فرعون کی طرف بھیجا۔ اور کہا "تب تو فرعون کو یوں کہیو۔ کہ خداوند نے یوں فرمایا ہے۔ کہ اسرائیل میرا بیٹا۔ بلکہ میرا پلوٹھا ہے۔ سو میں تجھے کہتا ہوں۔ کہ میرے بیٹے کو جانے دے۔ تاکہ وہ میری عبادت کرے۔ اور اگر تو اُسے جانے نہیں دیتا۔ تو دیکھ میں تیرے بیٹے کو بلکہ تیرے پلوٹھے کو مار ڈالوں گا"

اس میں خداوند نے تمام بنی اسرائیل کو جن کی تعداد کئی لاکھ تھی۔ اپنا بیٹا بلکہ پلوٹھا بیٹا کہا ہے۔ اور اس صورت میں یسوع کا نمبر بیٹا ہونے میں اسرائیل سے کئی کروڑ درجہ بعد ہے۔ اور یسوع پلوٹھا بھی نہیں۔ بلکہ شاید کروڑواں یا اس کے بھی بعد کا بیٹا ہے۔ تو کیا وجہ ہے۔ کہ صرف اُسے بیٹا تسلیم کیا جائے۔ اور باقی سب کو چھوڑ دیا جائے۔ مطلع کر کے مشکور فرماویں۔

سوال نمبر ۵۸

خروج باب ۲۳ آیت ۲ میں حکم ہے۔ کہ تو کسی جھگڑے میں لوگوں کی بہتایت کے سبب اون کی طرف مائل ہو کے ناحق مت کیجیو"

یہ حکم کثرت رائے کو صفائی سے توڑتا ہے۔ یہ ضروری نہیں کہ کثرت رائے ہمیشہ حق پر ہو۔ ممکن ہے۔ کہ کثرت رائے حق پر ہو۔ اور ممکن ہے۔ کہ کثرت رائے ناحق پر ہو۔ لیکن عیسائی صاحبان اپنے تمام کاروبار میں۔ بلکہ دینی مجلسوں اور کانفرنسوں میں بھی اپنے تمام امور کو ہمیشہ کثرت رائے (میجارٹی) پر فیصلہ کرتے ہیں۔ اور یہ خدا تعالیٰ کے صریح حکم مندرجہ بائبل کے خلاف ہے۔ حالانکہ اس حکم کو یسوع یا کسی دوسرے نبی نے منسوخ نہیں کیا۔ اور خدا کی کتاب باطل نہیں ہے۔ پھر یہ صریح مخالفت کلام الٰہی کی عیسائیوں کے عقیدہ اور عملدرآمد میں کیونکر درج ہو گئی۔ مہربانی کر کے مطلع فرما دیں:۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سرمۂ روزگار آگرہ کی برقعہ پوش مادجلو

نمبر (۱)

(از سید ارشد علی صاحب لکھنوی)

اس مرتبہ پھر خلاف معمول ایک سنگی مادہ نے فوارۂ لعنت کے آبائی عطیہ اور گندہ دہنی کے سیلانی تبرا باز بلا فصل چاہنے والے کی وضع فطری جدت طرازی پر اتراتے ہوئے نجاست خوری کے مشترکہ انداز میں ہماری واشگافانہ پردہ دری سے زمین دوز ہو کر بداطواری کا ایک اور حیاسوز وطیرہ اختیار کیا ہے۔ چنانچہ اخبار سرمۂ روزگار آگرہ میں ایک حنفیہ بہائی شکم پرور خود رو وجود اضطراری نے بعنوان "اسلام کا دوست نما دشمن قادیانی ہیں" بے ربط اور ہزلیانہ مضمون لکھا ہے۔ جس میں بہائی مفلوک الحال دشمن اسلام ایلچی مترور اپنی پردہ دری روسیاہی سے شرمندہ ہو کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے خادمان کو فرزند یہود بنکر گندی سے گندی گالیوں کے علاوہ اپنے ابن الشیطان ہونیکا اقبالی ثبوت دیتا ہوا کہتا ہے۔ کہ ہم آیندہ اشاعتوں میں برابر ان ملایک صورت شیطانوں کی جماعت کے پوست کندہ حالات اور ان کی مکاریوں اور اہل فریبوں کی داستانیں نذر ناظرین کرینگے۔ اور دشمن خیر جہالت کے پتلے اور اے چند ٹکوں کی خاطر اپنی جان پر ظلم کرنے والے بہائی گماشتے کیا تیرے نزدیک ملائک صورت لوگ شیطانوں کی جماعت ہوتے ہیں۔ آہ تیرے اوپر بہائی رزاقیت نے ایسا قبضہ کیا کہ ہر ایک دعوے الوہیت نہ کرنے والا ملائک صورت انسان تجھے شیطان ہی نظر آتا ہے اے کاش کہ کبھی تجھے اپنے شیطانی قلب میں غور کرنیکا موقعہ ملتا۔ ہم حیران ہیں۔ کہ ایڈیٹر سرمہ روزگار کے ہیلان نشاد کو سلسلۂ احمدیہ کی شان میں ایک شرافت سے گرا ہوا غلیظ بے ربط مضمون جس میں سوائے گندی اور بازاری گالیوں کے نہ کوئی دعوے نہ دلیل، نہ سیاق نہ سباق اور نہ کوئی اعتراض درج اخبار کرتے۔ اگر شرم نہیں آئی تو اتنی جرأت کرتے۔ کہ اپنی محترمہ برقعہ پوش حق گو اور بزعم خود مخلصۂ اسلام کا نام ہی لکھ دیتے۔ تاکہ مضروذ کے شجرۂ نسب کا مشتاقان دیرینہ کو علم ہی ہو جاتا۔ کیا اس بے غیرتی اور بے حیائی کی کوئی حد بھی ہے۔ کہ ایک اخبار کا بلا فصل ہفتہ ایڈیٹر ایک جماعت کے واجب التعظیم امام کی شان میں ایک ایسے آوارہ اور بدکردار سے خواہ مخواہ بلا وجہ گندی گالیاں دلواتا ہے۔ جسے اپنی مشہور بدچلنی کے سبب اپنا نام لکھنے کی بھی جرأت نہ ہوئی۔ لیکن ایسے لوگوں کو سبق شرافت اور تہذیب کیا فائدہ دے سکتا ہے۔ جن کے خمیر میں تبرا بازی کے پرتعفن جراثیم بری طرح گھر کر گئے ہوں۔ اور جن بدبخت ہستیوں کا مذہبی نصب العین ہی خدا کے پیاروں کی شان میں گندہ دہنی ہو ایسی شرافت سے قلبی نفرت کرنے والوں سے یہ امید رکھنا کہ وہ شرافت کا خون نہ کریں۔ فضول اور عبث ہے اور تعجب تو یہ ہے۔ کہ ایڈیٹر سرمہ روزگار اور آپ کی برقعہ پوش نامہ نگارہ دونوں نے مسلمانوں کے حقیقی ہمدرد بنتے ہوئے بہت کچھ شکم پروری کے کرتب دکھائے ہیں۔ لیکن خدا کے فضل سے آج ہم پبلک کے سامنے ان دو ہوکہ بازوں کی اصلی تصویر رکھتے ہیں۔ ملاحظہ ہو پہلا بہائی گماشتہ تو خاکش بدہن چند ٹکوں کی خاطر انا ثیانہ طور پر بھوز بالله یہ کوشش کر رہا ہے۔ کہ قرآن شریف منسوخ ہو گیا۔ حج کعبہ حرام ہے۔ قبور انبیاء کھود ڈالی جائیں مرزا حسین علی ایرانی نعوذ باللہ سردار دو عالم رسول عربی صلعم سے افضل تھا۔ اور دوسرے صاحب ایک موہوم امام غائب کی بازیچا نہ محبت میں مسلمانان عالم کے متعلق کیا عقیدہ رکھتے ہیں۔ ذرا سنئے۔

امام غائب کا نہ ماننے والا کافر و جہنمی ہے

(۱) اب نزاع اس قدر ہے۔ کہ منکر امام زمان کافر ہے یا نہیں۔ حالانکہ خود اسی حدیث میں اس کی تصریح موجود ہے۔ کہ اس کی موت جاہلیت کی موت ہوگی۔ جس میں کسی کو عذر نہیں ہوگا۔ کہ رسول اللہ صلعم نے اوسکو کافر کہا ہے۔"

(اصلاح ۵-۶ جلد ۲۱ بابت ماہ جمادی الاخریٰ ۱۳۳۷ھ)

۲۔ تمام دنیا کے مسلمان کافر و دوزخی ہیں،

امام غائب کے منکر کروڑوں مسلمانوں کو ہم (یہ) سمجھتے ہیں۔ جو رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہے۔ کلھم فی النار الا واحدہ۔ یعنے وہ سب جہنمی ہیں۔ سوائے ایک فرقہ کے۔" رہا یہ کہ ایک مفروضہ امام غائب کے انکار سے سات کروڑ مسلمانوں کا کفر لازم آتا ہے۔ تو امام تو بہت ارفع ہے۔ ایک حرف قرآن کے انکار سے آدمی کافر ہو جاتا ہے۔ جس میں کسی کو عذر نہیں۔ ایک خنزیر کے حلال جاننے سے آدمی کافر ہو جاتا ہے۔ تو آپ کو کیونکر تعجب ہو سکتا ہے۔

غیر از شیعہ اثنا عشری تمام جہنمی ہیں،

درضمن نقل اقوال دبر ہر تقدیر مشروط است بانکہ فعلے کہ موجب ارتداد باشد از وصادر نشود چنانچہ مذکور شد و در کفرے کہ مقابل ایں ایمان ست داخل اند جمیع فرق ارباب مذاہب باطلہ از کفار و مشرکین

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ومنافقان وسنیان وسائر فرق شیعہ از زیدیہ وفتحیہ وواقفیہ وکیسانیہ ونادوسیہ وہرکہ غیر شیعہ اثنا عشریست زیراکہ ایشان مخلد در جہنم اند"

(حق الیقین مصنفہ مولانا باقر مجلسی صفحہ ۳۳۳)

اہلسنت والجماعت جہنمی ہیں

اے عمار قریب است کہ قتل کند ترا گروہ باغی خواہند۔ خواند ایشان ترا بسوئے دوزخ وخواہی خواند ایشان ترا بسوئے بہشت وشک نیست کہ ہمراہیان معاویہ عمار راکہ ہمراہ علیؓ بود قتل کردہ اند۔ پس معلوم شد کہ ہمراہیان معاویہ کہ اہل سنت والجماعت بودند جہنمی بودند"

(دفع المغالطہ صفحہ ۱۸۶)

ناظرین اب آپ خدارا غور فرمائیں یہ ہیں وہ تقیہ باز فریبی اور پیٹ کے بندے دشمن اسلام سیاہ باطن لوٹیرے جو مسلمانان عالم کو کافر مردود جہنمی وغیرہ سمجھتے ہوئے احمدیوں کو گالیاں دیکر اخبار فروشی کرتے ہیں۔ آہ جن بدبخت مشتبہ صورت ہستیوں کا مذہبی عقیدہ ہی یہ ہو کہ نعوذ باللہ جن مقدس ہستیوں نے اپنے خون سے اسلام کی آبیاری کی ہو۔ وہ ان بدکرداروں کے نزدیک قابل تبرا ہوں تو ایسے کربلائی سفاک اگر اسلام کے حقیقی خدمت گذار فرشتہ صورت احمدیوں کو گالیاں دیکر اور یہودیانہ طور پر مسلمانوں کو بدھو بناکر اپنے پیٹ کا گذارا نہ کریں تو اور کیا کریں۔ سنئیے میاں جنتی رضوی صاحب ایک بہائی گماشتے کی چونی روپیہ کمیشن پر بے طرح اترانا اور بوڑھے تجربہ کار اور اناڑی بیمار پن پر اعتراض کرنا اچھا نہیں یہ بس آپ کی نعم پروری کے لئے یہی غنیمت ہے۔ کہ خواہ مخواہ رضوی بنے رہئے۔ ہمارے منہ لگ کر کیوں رزق فاش کرائیگا۔ دیکھئے وہ آپ کا ولد نامعلوم نام مادر جیو منافق بہائی گماشتہ اب کہاں ہے آخر میرے ایک ہی مضمون کے نوک دار اور پریشن سے ہمیشہ کے لئے زمین دوز ہو گیا۔ یا نہیں۔ گمنام طور پر گالیاں لکھوانا آپ کو شیر مادر کی طرح حلال سہی۔ لیکن انشاء اللہ اگلے نمبروں میں آپکے دماغی خناس کے بت کو املتاسی جلاب دیکر ہمیشہ کے لئے ماتم زدہ نہ کر دوں تو میرا ذمہ :۔

سلسلہ کی خبریں

سیدنا حضرت فضل عمر ایدہ اللہ بخیریت ہیں۔ گاہے گاہے نہر پر ہوا خوری کیلئے تشریف لیجاتے ہیں۔ (۲) خاندان رسالت اور ممبران خاندان حضرت خلیفۃ اول رضؓ و نواب صاحب قبلہ مع متعلقین بہ نوع عافیت سے ہیں۔ (۳) حضرت مفتی صاحب قبلہ کے گھر میں عرصہ سے بیمار ہیں سا اور اب بیماری زیادہ غلبہ پا گئی ہے۔ مفتی صاحب قبلہ جو کئی سال یورپ اور امریکہ رہنے کیوجہ سے یہاں کی موسم گرما کی برداشت نہ کر سکتے تھے۔ وہ تین ماہ کیلئے سرد مقامات ایبٹ آباد کشمیر کیطرف تشریف لیگئے تھے۔ وہاں یکایک گھر کی سخت علالت کا تار پہنچنے پر واپس تشریف لے آئے ہیں۔ احباب درد دل سے حضرت مفتی صاحب قبلہ کی اہلیت کیلئے دعا صحت وزندگی فرما کر ثواب حاصل کریں۔

ابطال حقیقت وید یہ ایک مفید اور پر از معلومات کتاب ہے جو ملتان آریہ سماج کے ایک رسالہ "قرآن کی کیفیت اور وید کی حقیقت" نام کی جواب میں شیخ فضل الرحمن صاحب سکرٹری تبلیغ انجمن احمدیہ ملتان نے شائع کی ہے۔ میں نے اسکو غور سے پڑھا ہے۔ کیونکہ یہ ریویو کیلئے سکرٹری صاحب موصوف نے خاکسار کے پاس بھیجی ہے۔ میں خدا کے فضل سے ویدک دھرم یا دیانندی پنتھ کے متعلق بہت لٹریچر کا مطالعہ کر چکا ہوں۔ اور کرتا رہتا ہوں۔ اسلئے میں اپنے علم کی بنا پر یہ کہنے سے نہیں رک سکتا کہ کتاب زیر ریویو بڑی محنت سے لکھی گئی ہے۔ اور اسمیں نہایت مفید اور کارآمد اور آریہ سماج کی مسلم کتابوں کے وہ حوالہ دیئے گئے ہیں۔ جو آریوں سے مناظرہ کرنے کیواسطے اور انکو ساکت کر کے گھر تک پہنچانے کیلئے اشد ضروری ہے۔ کتاب علاوہ ٹائٹل ۱۲۰ صفحہ کی ہے۔ کاغذ اچھا ہے۔ لکھائی چھپائی اوسط درجہ کی ہے جس پر قیمت نہایت کم صرف ۶ رکھی گئی ہے۔ غالباً اسی خیال سے کہ ہر شخص اسکو خرید کر فائدہ حاصل کرے۔ میں ناظرین فاروق سے سفارش کرتا ہوں۔ کہ وہ ضرور ۶ رکے ٹکٹ ڈاک میں بھیجکر شیخ فضل الرحمن صاحب سکرٹری ٹھیکیدار بھٹہ احمدی صدر بازار چھاؤنی ملتان سے منگا کر مستفید ہوں۔

فروخت اراضی زرعی

تقریباً اٹھارہ ۱۸ کنال اراضی زرعی برائے کاشت موضع بھینی بانگر متصل قادیان کی قابل فروخت ہے۔ قیمت فی کنال پچاس ۵۰ روپیہ ہے مختلف تین ٹکڑے ہیں۔ جو صاحب خریدنے کے خواہشمند ہوں۔ پتہ ذیل سے خط وکتابت کریں

المشتہر

سید عزیز الرحمن محلہ دارالفضل قادیان

جوہر شفائی زندگی

یہ خشک سفوف ہے جس کا تجربہ دس سال تک کیا گیا ہے۔ پرانا بخار۔ کھانسی۔ خشک یا تر بلغم خون آتا ہو۔ سل کے کیڑوں کو فنا کرتا ہے۔ تپ دق کو جس سے حکیم و ڈاکٹر بھی عاجز ہوں۔ مرد و عورت سب کو یکساں مفید۔ قیمت نہایت کم جو سو روپے کو بھی مفت۔ فی تولہ عطار علاوہ محصول ڈاک جو ایک ماہ کے لئے کافی ہے۔ حکیموں کو بھی اسکا مطب میں رکھنا ضروری ہے۔ پرچہ ترکیب استعمال ہمراہ ہوتا ہے :۔

المشتہر

ایس عزیز الرحمن۔ قادر بخش انجنیر قادیان